57

فون نمبر ۴۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم جمعرات

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۶۰/۲۵	۲۸ جمادی الاوّل ۱۳۹۱ھ، ۲۲ وفا ۱۳۵۰ ہش، ۲۲ جولائی ۱۹۷۱ء	نمبر ۱۶۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

سیّدنا حضرت خلیفة المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ اسلام آباد تشریف لے گئے

ربوہ ۲۱ وفا۔ سیدنا حضرت خلیفة المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آج آٹھ بجے صبح بذریعہ کار ربوہ سے اسلام آباد تشریف لے گئے روانگی سے قبل حضور نے اجتماعی دعا فرمائی۔

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ (حرم حضور ایدہ اللہ) بھی حضور کے ہمراہ تشریف لے گئی ہیں۔

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب معہ بیگم صاحبہ اور مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق پرائیویٹ سیکرٹری بھی حضور کے ہمراہ گئے ہیں۔

حضور کی صحت کے متعلق کل کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کو کچھ ضعف کی شکایت رہی۔ ویسے عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے الحمد للہ۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں حضور کا حافظ و ناصر ہو آمین۔

حضور نے امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو مقرر فرمایا۔

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام

ہمیشہ یہ دُعا کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ استقامت کی توفیق عطا فرمائے

استقامت کے معنے یہ ہیں کہ جو عہد انسان ایکدفعہ کرے اسے پورے طور پر نبھائے

چند احباب نے بیعت کی ان میں سے ایک شخص نے حضور سے استقامت کیلئے دُعا کی درخواست کی اس پر حضور نے فرمایا

"استقامت خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے ہم نے دعا کی ہے اور کریں گے لیکن تم بھی خدا تعالیٰ سے استقامت کی توفیق طلب کرو۔ استقامت کے یہ معنی ہیں کہ جو عہد انسان نے کیا ہے اسے پورے طور پر نبھاوے۔ یاد رکھو کہ عہد کرنا آسان ہے مگر اس کا نبھاہنا مشکل ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ باغ میں تخم ڈالنا آسان مگر اس کے نشوونما کے لئے ہر ایک ضروری بات کو ملحوظ رکھنا اور آبپاشی کے اوقات پر اس کی خبرگیری کرنا مشکل ہے ایمان بھی ایک پودا ہے جسے اخلاص کی زمین میں بویا جاتا ہے اور نیک اعمال سے اس کی آبپاشی کی جاتی ہے۔ اگر اس کی ہر وقت اور ہر موسم کے لحاظ سے پوری خبرگیری نہ کی جاوے تو آخر کار تباہ اور برباد ہو جاتا ہے دیکھو باغ میں کیسے ہی عُمدہ پودے تم لگاؤ لیکن اگر بھول جاؤ اور اُسے وقت پر پانی نہ دو یا اس کے گرد باڑ نہ لگاؤ تو آخر کار نتیجہ یہی ہوگا کہ یا تو وہ خشک ہو جاویں گے یا اُن کو چور لے جاویں گے۔ ایمان کا پودا اپنے نشوونما کے لئے اعمال صالحہ کو چاہتا ہے اور قرآن شریف نے جہاں ایمان کا ذکر کیا ہے وہاں اعمال صالحہ کی شرط لگا دی ہے کیونکہ جب ایمان میں فساد ہوتا ہے تو وہ ہرگز عند اللہ قبولیت کے قابل نہیں ہوتا۔ جیسے غذا جب باسی ہو یا سڑ جاوے تو اُسے کوئی پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح ریا، عُجب، تکبر ایسی باتیں ہیں کہ اعمال کو قبولیت کے قابل نہیں رہنے دیتیں کیونکہ اگر اعمال نیک سرزد ہوئے ہیں تو وہ بندے کی اپنی طرف سے نہیں بلکہ خاص خُدا کے فضل سے ہوئے ہیں۔ پھر اس میں کیا تعلق کہ وہ دوسروں کو خوش کرنے کے لئے اُن کو ذریعہ ٹھہراتا ہے یا اپنے نفس میں خود ہی اُن سے کبر کرتا ہے جس کا نام عُجب ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا یعنی انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے اور اس میں بذاتِ خود کوئی قوت اور طاقت نہیں ہے جب تک خدا تعالیٰ خود عطا نہ فرمائے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۴۱۵ - ۴۱۶)

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت رات سے شدید سردرد کی وجہ سے ناساز ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

کل ۲۰ وفا کو ساڑھے دس بجے صبح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پھر از راہ شفقت مسجد مبارک ربوہ میں فضل عمر درس القرآن کلاس کے طلباء سے ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا جو کم و بیش سوا گھنٹہ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور نے اجتماعی دُعا فرمائی۔

الحاج چوہدری محمد ابراہیم صاحب آف ملتان کی وفات

(محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب)

افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ الحاج چوہدری محمد ابراہیم صاحب آف ملتان جو کہ برادرم چوہدری محمد شریف صاحب جنجوعہ چیف منیجر آیڈیل لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ کے والد تھے ۱۳ جولائی کو بعمر ۸۱ سال لاہور میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت ملنسار متواضع اور مخلص احمدی تھے۔ تبلیغ کا خاص شوق اور جذبہ رکھتے تھے اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص صحبت کا تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اس لئے جنازہ لاہور سے ربوہ لایا گیا [illegible] حضرت خلیفة المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر ہدایت محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد افراد اور مقامی احباب کے علاوہ ملتان۔ لاہور اور لائلپور سے بھی متعدد احباب شریک ہوئے۔ مقبرہ بہشتی میں تدفین مکمل ہونے پر سید محمود احمد صاحب ناصر نے دعا کرائی۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ برادرم چوہدری محمد شریف صاحب اور دیگر تمام لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ اور چوہدری صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند درجات عنایت فرمائے۔ آمین

(مسعود احمد پبلشر و ایڈیٹر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا)

روزنامہ الفضل ربوہ
۲۲ وفا ۱۳۵۰ ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظاہر اور باطن میں یکسانیت اور اس کی بنیادی اہمیت

گذشتہ شمارہ میں ہم یہ واضح کر چکے ہیں کہ مختلف تہذیبی نظام اور ان کے زیر اثر قائم ہونے والے معاشرے کسی نہ کسی مخصوص فلسفۂ حیات کی پیداوار ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک سراسر مادی نظریۂ حیات پر مبنی تہذیب اور ایک متوازن روحانی نظریۂ حیات پر مبنی تہذیب میں بعد المشرقین کا ہونا ضروری ہے۔ اس لحاظ سے مغربی تہذیب جو سراسر ایک مادی نظریۂ حیات کی پیداوار ہے اور اسلامی تہذیب جس کی بنیاد ایک متوازن روحانی نظریۂ حیات پر ہے ایک ساتھ اور شانہ بشانہ چل ہی نہیں سکتیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ معاشرت کا انداز تو مغربی تہذیب سے مستعار ہو اور پھر بھی ہم دلی اور قلبی طور پر اسلام کے ساتھ وابستہ رہ سکیں اور یہ وابستگی مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جائے۔ اگر کسی کا معاشرت کا انداز سرتاسر مغربی تہذیب پر مبنی ہو تو اس کے نتیجہ میں اسلام کے ساتھ وابستگی کے جذبہ کا کمزور پڑنا یقینی ہے۔ مغربی تہذیب کے بارہ میں یہ بات قطعیت کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے۔

جہاں مغربی تہذیب کی بنیاد سراسر مادیت پر ہے اور اس میں ہستی باری تعالیٰ اور آخرت پر ایمان کے لئے کوئی گنجائش سرے سے ہے ہی نہیں وہاں اسلامی تہذیب کی بنیاد از اوّل تا آخر ہے ہی توحید حقیقی، اتباع رسولؐ، تعلق باللہ اور حیات الآخرۃ کے عقیدہ پر۔ مغربی تہذیب کے زیر اثر جو معاشرہ معرض وجود میں آتا ہے اس کا ہر پہلو سراسر دہریت اور مادیت کا آئینہ دار ہے۔ برخلاف اس کے اسلام نے چلنے اور زندگی گزارنے کے جو قرینے سکھائے ہیں ان کی بات بات میں توحید حقیقی، اتباع رسولؐ، تعلق باللہ اور آخرت پر ایمان کا عنصر غالب ہے۔ بنا بریں اسلام پر پختگی کے ساتھ قائم رہنے کے لئے ضروری ہے کہ ہماری کوئی حرکت اور ہمارا کوئی سکون بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ جس میں مغربیت کی کوئی جھلک پائی جائے۔ اسی لئے اسلام نے ظاہر اور باطن دونوں کے درست ہونے پر زور دیا ہے۔ بالفاظ دیگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اُس کی شکل بھی مومن ہو اور اس کا دل بھی مومن ہو۔ وہ لوگ جو مغربی تہذیب کے زیر اثر اپنی شکل (یعنی ظاہر) کو مومن نہیں بناتے اور دل (یعنی باطن) ان کا مومنوں والا ہوتا ہے خسارے میں رہتے ہیں اور انہیں ہر وقت ٹھوکر کھانے کا خطرہ لگا رہتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ یعنی جو شخص ظاہر کے اعتبار سے دوسری قوم کی نقل کرتا ہے اور اپنے آپ کو ان کے مشابہ بنا لیتا ہے پھر وہ انہیں کا ایک فرد بن جاتا ہے اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فی الاصل یہ فرمایا ہے کہ ایسا شخص ہم میں شمار ہونے کا اہل نہیں رہتا۔

ظاہر اور باطن دونوں کے اسلامی شعار کے مطابق ہونے کی اس اہمیت کے پیش نظر ہی سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نوجوانوں کو ظاہر اور باطن دونوں کے لحاظ سے اپنے آپ کو مومن بنانے کی پرزور تلقین فرمائی تھی۔ چنانچہ آپ نے خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع منعقدہ ۱۹۴۲ء میں احمدی نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"جس کا دل بھی مومن ہے اور شکل بھی مومن ہے وہ بڑا مبارک انسان ہے کیونکہ اس کا ظاہر بھی اچھا ہے اور باطن بھی اچھا ہے۔ ایسا شخص جب خدا تعالےٰ کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسے پہچان لیتا ہے اور کہتا ہے یہ میرا بندہ ہے اور جب وہ بندوں کی طرف منہ کرتا ہے تو بندے بھی کہتے ہیں یہ شخص خدا تعالےٰ کے دین کا سپاہی ہے ...... میں نوجوانوں سے کہتا ہوں کہ وہ مومن دل اور مومن شکل بنائیں اور مغربیت کی تقلید کو چھوڑ دیں۔ میں نے پچھلے سال بھی بتایا تھا کہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم مغربی تہذیب کو تباہ کر دو اور اس کی بجائے اسلام کی تعلیم، اسلام کے اخلاق، اسلام کی تہذیب اور اسلام کے تمدن کو قائم کرو۔ بے شک تم اسلامی تمدن تبلیغ کے ذریعہ قائم کرو گے تلوار کے ذریعہ نہیں۔ مگر تبلیغ کے لئے بھی تو یہ بات ضروری ہے کہ مبلغ کی شکل مومنانہ ہو۔ پس میں خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ ان کی ظاہری شکل بھی اسلامی شعار کے مطابق ہونی چاہیئے اور انہیں اپنی ڈاڑھیوں میں بالوں میں اور لباس میں سادگی اختیار کرنی چاہیئے" (الفضل ۸ نومبر ۱۹۴۲ء)

اس سے ظاہر ہے یہ خیال کہ ظاہری ہیئت اور اندازِ زیست خواہ کچھ ہی ہو دل مسلمان ہونا چاہیئے ہرگز درست نہیں ہے بلکہ ایمان کا سلامت رہنا اور اس کے ثمرات سے متمتع ہونا اس امر پر موقوف ہے کہ ظاہری ہیئت اور زیست کا پورا انداز نیز دل اور دماغ سب پر اسلام حاوی اور حکمران ہو۔ اگر اسلام دل کے ساتھ زندگی کے تمام پہلوؤں اور تمدن و معیشت کے تمام گوشوں پر حاوی نہ ہو تو پھر ایسے مسلمان کے لئے یقیناً یہ خطرہ درپیش رہے گا کہ اس کے دل پر سے بھی اسلام کی حکومت جاتی رہے اور وہ اسی قوم میں جا شامل ہو جس کا تتبع ظواہر میں اس نے اختیار کر رکھا ہے۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی تمدن سے کیا مراد ہے؟ جینے اور زندگی گزارنے کے وہ کون سے قرینے ہیں جن کی تعلیم اسلام نے دی ہے؟ یہ ایک نہایت اہم سوال ہے کیونکہ یہ معلوم کئے بغیر ہم اسلامی تہذیب کو پورے طور پر نہیں اپنا سکتے۔ زندگی میں قدم قدم پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کونسی چیز اسلامی شعار کے مطابق ہے اور کونسی نہیں؟ اس کے متعلق اسلام نے بعض بنیادی اصول وضع کر دیئے ہیں جنہیں قدم قدم پر ملحوظ رکھ کر اور بعض ایسے عملی نمونے ہمارے سامنے پیش کئے ہیں کہ جن کی اتباع کر کے ہم زندگی کی ہر حرکت و سکون میں اسلامی شعار کی پابندی کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور اس طرح عند اللہ سرخرو اور فائز المرام ٹھہر سکتے ہیں۔ وہ بنیادی اصول اور وہ معیاری نمونے کون سے ہیں؟ اس پر ہم آئندہ شمارہ میں روشنی ڈالیں گے۔ انشاء اللہ العزیز وباللہ التوفیق۔

ترے کنار میں قرآں نہیں تو کچھ بھی نہیں!!

یہ علم و فن کی ترقی یہ قمقمے یہ نور!
بشر کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

بشر کے درد کا درماں خدا کا ذکرِ جمیل
جو تیرے پاس یہ درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

چراغِ فلسفہ روشن بھی کر لیا تو کیا
ترے کنار میں قرآں نہیں تو کچھ بھی نہیں

قیامِ نیم شبی سجدۂ سحر افروز
اگر محبتِ یزداں نہیں تو کچھ بھی نہیں

سعید احمد اعجاز

ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ الفضل خود خرید کر پڑھے۔ (منیجر)

58

مامور من اللہ کی صداقت کے چند معیار

(از محترمہ امۃ المالک صاحبہ ایم۔اے)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید اور احادیث نبوی میں ایک مامور من اللہ کی صداقت کو پرکھنے کے کئی معیار بیان ہوئے ہیں۔ اگر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا جائزہ ان معیاروں کی روشنی میں لیا جائے تو آپ کا مامور من اللہ ہونا اظہر من الشمس ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

ظہر الفساد فی البر والبحر

(سورۃ روم ع۵) نیز فرمایا

ان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین

(سورہ جمعہ ع۱)۔۔۔!

یعنی مامور کا ظہور اس وقت دنیا میں ہوا کرتا ہے جب ضلالت و گمراہی کی گھنگھور گھٹائیں ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔ روحانیت مفقود ہو جاتی ہے فسق و فجور کا عام دور دورہ ہوتا ہے اور ہر طرف جہالت کارفرما ہوتی ہے۔ چنانچہ جیسا کہ ہر خاص و عام کو معلوم ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ سرورِ کائنات فخرِ موجودات۔ سید الاولین والآخرین سید الانبیاء والمرسلین۔ خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت بھی ایسا ہی سماں تھا۔ ساری دنیا میں کفر و ظلمت کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ جنگل بھی بگڑ گئے تھے۔ دریا بھی بگڑ گئے تھے دنیا توحید کو بالکل بھول چکی تھی۔ شرک فسق و فجور۔ چوری۔ قماربازی کا عام دور دورہ تھا اور جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

کنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار

لوگ آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے تب ہمارے خدائے ذوالجلال کی رحمت جوش میں آئی اور جزیرہ نما عرب کے افق سے مجسم صداقتوں کا وہ سورج طلوع ہوا جس نے اپنے آپ کو سید ولد آدم کہا۔ جو سید النبیین تھا اصدق الصادقین تھا۔ خیر المرسلین تھا اور امام الطیبین تھا۔ جس کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں اور جس کی حقانیت کی گواہی زمین و آسمان دے رہے ہیں۔!!!

الغرض قرآن مجید کی رو سے مامور من اللہ کی صداقت کو پرکھنے کا ایک بہت بڑا معیار خود زمانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ زمانہ روحانی پیاس سے جاں بلب ہو رہا ہو اور ہمارا پیارا خدا۔ ہمارا زندہ خدا جو ہر دم ہماری مادی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ اس روحانی تشنگی کو بجھانے کے سامان پیدا نہ کرے اور ہمارا تو اصل ایمان ہی یہ ہے ان علینا للھدیٰ کہ ہدایت دینا اپنے اوپر فرض کر لیا ہے اُس وقت جب اس کے بندے ہدایت کے محتاج ہوں وہ ان کے لئے ایسے سامان مہیا نہ کرے۔!! ایسا نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔

جب ہم تیرھویں صدی کے اواخر اور چودھویں صدی کے اوائل پر ایک سرسری نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ زمانے کی حالت ایسی دگرگوں ہو گئی تھی کہ وہ چیخ چیخ کر بزبان حال خدا تعالےٰ کے فرستادہ کا تقاضا کر رہی تھی۔ حالت یہ تھی کہ اسلام پر سخت ناپاک اور شرمناک حملے بڑی کثرت سے مختلف مذاہب کی طرف سے ہو رہے تھے سیاسی۔ تمدنی۔ مذہبی اور اخلاقی ہر لحاظ سے اُمت مرحومہ قعر مذلت میں گری ہوئی تھی۔ عیسائیت کا ایک ایسا سیلاب اُمڈ آیا تھا جو اپنی تیز و تند موجوں کی لپیٹ میں لاکھوں مسلمانوں کو بہائے لئے جا رہا تھا۔ بڑے بڑے واعظ اور مولوی صاحبان پادریوں کے روپ میں ظاہر ہو رہے تھے اور عیسائی اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ اب تھوڑے ہی عرصہ میں اسلام دنیا سے نیست و نابود ہو جائیگا اور عیسائیت ہی کا غلبہ ہر جگہ ہوگا۔ مولانا حالی مسلمانوں کی اس زبوں حالی پر گریہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہبان
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

دولت ہے نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے
اک دین ہے باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے

مندرجہ بالا حوالہ سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ اس وقت حالات ایسے نازک ہو گئے تھے کہ کشتی اسلام ایک ایسے گرداب میں پھنسی ہوئی تھی کہ اسلام کا ٹمٹماتا ہوا چراغ سحری ہمیشہ کے لئے تاریکیوں میں چھپتا دکھائی دیتا تھا دشمنان اسلام ہر ممکن حربے سے اسلام کے استیصال میں مصروف تھے۔ ان حالات میں ساری دنیا مسیح موعودؑ کی آمد کی شدت سے منتظر تھی۔ چند شہادتیں ملاحظہ ہوں۔

نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں

"حساب کی رو سے مہدی کا ظہور تیرھویں صدی کی شروع میں ہونا چاہئیے تھا مگر یہ صدی پوری گذر گئی اور مہدی نہ آئے۔ اب چودھویں صدی سر پر آ گئی ہے شاید اللہ تعالےٰ اپنا فضل فرمائے اور چار یا چھ برس کے اندر اندر مہدی ظاہر ہو جائیں"

(منقول از تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ سوم ص۱۱۳)

بحوالہ اقتراب الساعۃ ص۲۲۱)

یورپ کا ایک مفکر مارس انڈرسن ایک دفعہ اسلامی ممالک کی سیاحت کے لئے گیا۔ بعد میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"دمشق۔ بیروت۔ بغداد۔ مکہ تہران۔ قاہرہ اور ان کے ساتھ لندن اور واشنگٹن بھی ایک پیغمبر کے انتظار میں ہیں"

(بحوالہ رسالہ نگار جنوری فروری ۱۹۵۱ء)

مولانا مودودی رقمطراز ہیں۔

"اکثر لوگ اقامت دین کی تحریک کرنے کے لئے کسی ایسے مرد کامل کو ڈھونڈتے ہیں جو ان میں سے ایک ایک تصور کمال کا مجسمہ ہو اور جس کے سارے پہلو خوب ہی قوی ہوں۔ کوئی پہلو کمزور نہ ہو دوسرے الفاظ میں یہ لوگ در اصل نبی کے طالب ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان کے دل ایک نبی مانگتے ہیں۔ اور نبی سے کم کسی پر راضی نہیں"۔

ترجمان القرآن

دسمبر۔ جنوری ۴۳-۱۹۴۲ء ص۲۳۱

چوہدری محمد حسین ایم اے نے تو یہاں تک لکھ دیا

"یا رب ہمیں اتنی لمبی عمر دے کہ ہم اس رحمۃ للعالمین کے نائب کا زمانہ دیکھیں۔ یا رب ہم پر رحم فرما اور اسے ابھی بھیج دے۔ اگر یہ وقت اس کے ظہور کا نہیں تو اور کونسا ہوگا"

(بحوالہ احمدیہ پاکٹ بک)

زمیندار اخبار لکھتا ہے

آنے والے آ زمانے کی امامت کیلئے
مضطرب ہیں تیرے شیدائی زیارت کیلئے

علامہ اقبال لکھتے ہیں:۔

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ

ان حالات میں عین وقت پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مامور من اللہ ہونے کا دعوےٰ کیا اور بآواز بلند للکار کر فرمایا کہ میں ہی وہ مسیح اور مہدی ہوں۔ جس کے ظہور کی خوشخبری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی اور جس کا اس زمانے میں شدت سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ الغرض جس پہلو سے بھی غور کیا جائے یہ امر اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ زمانہ ایک رہنما کا متقاضی تھا۔ اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"میں اپنے دعویٰ کی نسبت اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں عین ضرورت کے وقت خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ جب کہ اس زمانے میں بہتوں نے یہود کا رنگ پکڑا اور نہ صرف تقویٰ و طہارت کو چھوڑا بلکہ ان یہود کی طرح جو حضرت عیسیٰؑ کے وقت میں تھے سچائی کے دشمن ہو گئے۔ تب بالمقابل خدا نے میرا نام مسیح رکھ دیا۔ نہ صرف یہ کہ میں اس زمانے کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ زمانے نے خود مجھے بلایا ہے"

(پیغام صلح ص۳۳)

نیز فرمایا:۔

"وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا"

پھر اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز (مجادلہ ع۳)

یعنی خدا تعالےٰ نے اپنی ذات پر فرض کر لیا ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ ہی غالب رہیں گے۔ اس نے اپنی قوت اور غلبہ کے لئے یہ قانون بنا دیا ہے کہ جب اس کا کلام لیکر اس کے رسول مبعوث ہوں تو وہ ان کو ضرور غلبہ عطا کرے گا۔ نیز فرمایا

انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد (سورۃ مومن ع۶)

یعنی ہم ضرور اپنے رسولوں کی اور ان پر ایمان لانے والوں کی دنیوی اور اخروی زندگی میں مدد کیا کرتے ہیں

مندرجہ بالا آیات یقیناً تمام مامورین کی صداقت کی واضح براہین ہیں اور سب سے بڑھ کر افضل الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لئے ایسی روشن دلیل ہے جو ہمارے خدا نے دنیا کے سامنے پیش کی ہر قدم پر ہر مشکل کے وقت اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے ملائکہ آپ کی مدد کے لئے اترتے رہے اور ہر میدان میں دشمن بری طرح شکست کھا کر بھاگتا رہا اور آپؐ اور آپؐ کی امت ظفرمندی کے پرچم لہراتی ہوئی روئے زمین کے گوشے گوشے میں پھیلتی چلی گئی۔

اب جبکہ سرزمین پنجاب پر عیسائی مذہب کا تسلط ہو کر یہ نوبت ارتداد تک پہنچ گئی ہے اور چودہ برس چودھویں صدی میں سے گذر گئے اور مسیح موعود نہ آیا تو گویا کم سے کم سو برس کی اور پادریوں کو مہلت دی گئی۔ کیونکہ بموجب آثار صحیحہ کے مسیح موعود کا صدی کے سر پر آنا ضروری ہے

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ)

محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب احمدی آف کامٹی کا ذکر خیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(از مکرم مرزا عبدالرحمان صاحب کراچی)

محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب احمدی آف کامٹی ایک لمبے عرصہ کی علالت کے بعد ۷۳ سال کی عمر میں ۲۳ ۔۔۔ کو کراچی میں انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور کے ساتھ پہلی ملاقات دسمبر ۱۹۵۲ء میں ہوئی۔ ان دنوں کراچی میں خاکسار بالکل نووارد تھا۔ لہذا وہاں کے احمدی احباب سے میری واقفیت بہت کم تھی۔ ایک روز عصر کی نماز کے بعد احمدیہ ہال سے نکلا تو ایک غیر از جماعت دوست کے ساتھ شہر کی سیر کے لئے روانہ ہو گیا۔ شام کے قریب ہم ایک ایسی جگہ سے گزرے جہاں مجھے ایک بورڈ نظر آیا جس پر بڑے موٹے حروف سے "ڈاکٹر عبدالرحمٰن احمدی" لکھا ہوا تھا۔ مجھے وہ بورڈ دیکھ کر شوق پیدا ہوا کہ اس بزرگ سے ضرور ملنا چاہیئے جو اس طرح جرأت کے ساتھ احمدیت کا اظہار کر رہا ہے چنانچہ میں نے اپنے غیر از جماعت دوست سے یہ کہہ کر اجازت حاصل کی کہ مجھے ان ڈاکٹر صاحب سے ملنا ہے۔

میں ڈاکٹر صاحب محترم کے کلینک میں داخل ہو گیا اور ان مریضوں کے ساتھ جو ڈاکٹر صاحب سے ملنے کے لئے اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے بیٹھ گیا۔ جب ڈاکٹر صاحب کو کسی قدر فراغت ہوئی تو ان کے قریب جا بیٹھا۔ مجھے دیکھ کر ڈاکٹر صاحب فرمانے لگے کہیئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں میں نے عرض کی ڈاکٹر صاحب اس وقت کسی دوائی وغیرہ کی تو کوئی ضرورت نہیں صرف آپ کے بورڈ کو جو باہر لٹکا ہوا ہے دیکھ کر آپ سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا ہے جس کی وجہ سے آپ کے پاس آپہنچا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب میری اس بات کو سن کر مسکرائے اور ان کی آنکھوں میں ایک خاص چمک پیدا ہوئی۔ فرمانے لگے بیٹھے رہیں ابھی آپس میں باتیں کریں گے۔ چنانچہ جب آپ مریضوں سے فارغ ہوئے تو پہلے مجھ سے نام و پتہ دریافت کیا۔ پھر اپنے تمام حالات بچپن سے لے کر اس وقت تک کے کوئی ایک گھنٹہ تک بیان کرتے رہے۔ سولہ سترہ سال کی عمر میں سکھ مذہب کو ترک کر کے حضرت خلیفہ اول کے ہاتھ پر بیعت کی اور آخر دم تک اپنے اس عہد بیعت پر قائم رہے۔

ایک دلچسپ واقعہ جو محترم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ نے بیان کیا تحریر کرتا ہوں۔ شیخ صاحب محترم نے فرمایا کہ غالباً ۱۹۶۲ء کے جلسہ سالانہ پر انہیں قادیان جانے کا موقعہ ملا۔ محترم ڈاکٹر صاحب بھی اس جلسہ پر وہاں گئے ہوئے تھے۔ وہاں ایک روز محترم شیخ صاحب نے دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب ایک دیہاتی سکھ سے بارعب انداز میں بلند آواز سے باتیں کر رہے تھے اور وہ سکھ دوست ڈاکٹر صاحب سے بڑی انکساری سے باتیں کر رہے تھے۔ شیخ صاحب فرمانے لگے مجھے بڑا تعجب ہوا کہ ڈاکٹر صاحب احمدی ہو کر ایک غیر مذہب کے شخص سے اس قدر سخت لہجہ میں باتیں کیوں کر رہے ہیں ڈاکٹر صاحب کو تو ایسے لوگوں سے نرمی سے پیش آنا چاہیئے۔ شیخ صاحب کو خواہش پیدا ہوئی کہ اگر ڈاکٹر صاحب اس سکھ دوست سے علیحدہ ہوں تو ان سے اپنے احساسات کا ذکر کریں۔ لیکن دیر تک انتظار کے بعد بھی وہ دوست ڈاکٹر صاحب سے علیحدہ نہ ہوئے۔ چنانچہ شیخ صاحب محترم سے رہا نہ گیا تو ان سکھ صاحب کی موجودگی میں ہی ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ غیر مذہب کے لوگوں سے نرم لہجہ میں بات کرنی چاہیئے۔ یہ سن کر ڈاکٹر صاحب نے اس سکھ دوست سے مخاطب ہو کر کہا "دو (فلاں) سنگھ شیخ صاحب سے ملو" اور پھر شیخ صاحب سے مخاطب ہو کر کہا "شیخ صاحب ایہہ میرا سکا بھرا اے" یعنی میرا حقیقی بھائی ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ بات میرے لئے بے حد تعجب اور ازدیاد ایمان کا موجب ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب اور ان کے بھائی میں نمایاں فرق نظر آرہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کا چہرہ نور ایمان سے منور اور ان کی شخصیت بہت وجیہہ تھی۔ لیکن اس کے مقابل ان کے بھائی ان نمایاں خوبیوں سے محروم تھے اور یہ فرق ڈاکٹر صاحب کے احمدیت قبول کرنے کے نتیجہ میں ہی پیدا ہوا تھا۔

میں ڈاکٹر صاحب سے اس پہلی ملاقات کے نتیجہ میں بہت متاثر ہوا۔ اور بعد میں جب بھی موقعہ ملتا ڈاکٹر صاحب کے پاس چلا جاتا ڈاکٹر صاحب بھی باوجود اپنی مصروفیت کے ازراہ شفقت خاکسار سے ملنے کے لئے تشریف لاتے رہتے۔ ہر ملاقات میں ڈاکٹر صاحب پہلے سے بھی زیادہ محبت سے ملتے اور درمیانی عرصہ میں پیش آنے والے تمام حالات کو میرے سامنے اس طرح بیان کرتے کہ گویا میں ان کے اپنے گھر کا ایک فرد ہوں۔

ڈاکٹر صاحب محترم بہت خوبیوں کے مالک تھے جن میں سے چند ایک کا ذکر کرتا ہوں ڈاکٹر صاحب کی سب سے بڑی خوبی ان کی استقامت اور جرأت تھی۔ جو بیعت کے بعد پیدا ہونے والے سخت مخالف حالات میں انہوں نے دکھائی۔ یہ خوبی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر کامل ایمان کے نتیجہ میں پیدا ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب میں مزید جلا سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح اول کی تربیت سے پیدا ہوا۔ ایک لمبا عرصہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ ذاتی تعلقات کے نتیجہ میں اور ان ہر دو خلفاء کی خاص نظر شفقت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے بے بہا فضلوں کے وارث بنے۔ ڈاکٹر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے ساتھ حد درجہ کی عقیدت رکھتے تھے۔ مجھے متعدد بار بتایا کہ میں نے اپنے بچپن سے لے کر آج کے بڑھاپے تک ایک بھی ایسا شخص نہیں دیکھا کہ جس نے حضرت اقدس یا حضور کے خاندان کو بری نظر سے بھی دیکھا ہو اور پھر وہ سرسبز نظر آیا ہو۔

ڈاکٹر صاحب کو جماعت احمدیہ کے لئے بڑی غیرت تھی۔ جماعت یا نظام سلسلہ کے خلاف کوئی بات سننا گوارا نہیں کرتے تھے اور ہر ایسے شخص کو جو جماعت کے خلاف کوئی بات کرتا۔ اس کو اس رنگ میں جواب دیتے کہ اس کی زبان بند ہو جاتی۔ جماعت کے لئے چھوٹے چھوٹے کام کرنے والوں کی بھی حوصلہ افزائی فرماتے اور حتی الوسع ان کے کام میں سہولت پیدا کرنے کی کوشش کرتے۔ خدام جماعت کے ساتھ غیر معمولی شفقت سے پیش آتے اور ان کے کاموں سے بہت خوش ہوتے۔ خود بھی جماعت کی خدمت کے لئے ہر وقت کمربستہ رہتے۔ ایک لمبا عرصہ اپنے حلقہ کے پریذیڈنٹ کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کے دوستوں کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ دوستوں کے لئے وہ سدا بہار تھے اور ہر ایک سے کمال وفاداری اور اخلاص سے پیش آتے ان کے کام آتے ان کی پوری پوری مدد کرتے ان کے اہل و عیال کے حالات میں ذاتی دلچسپی لیتے اور اپنی بیش قیمت نصائح سے ہر ایک کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف افراد جماعت کے حالات سے زیادہ واقف نہیں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں تھا ڈاکٹر صاحب کا اس لحاظ سے بھی علم بہت وسیع تھا جب بھی کوئی نیا احمدی ڈاکٹر صاحب کو ملتا تو اس کے کسی نہ کسی عزیز رشتہ دار سے واقفیت کی بنا پر اسے پہچان لیتے۔ ڈاکٹر صاحب کا سلوک اپنے مریضوں سے بھی نرالا تھا۔ ایک دفعہ اگر کوئی مریض ان کے پاس آجاتا تو پھر ہمیشہ ہی ان سے علاج کروانے کو ترجیح دیتا۔ ڈاکٹر صاحب مریض کا علاج کرنے سے پہلے اس سے اس رنگ میں گفتگو فرماتے کہ ان کی باتوں سے مریض کو اپنی بیماری کا احساس کم ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں شفاء بھی رکھی تھی۔ جس اخلاص اور محبت سے علاج کرتے اسی طرح اللہ تعالیٰ ان مریضوں کو صحت بھی عطا کرتا۔ علاج کے ساتھ ساتھ اسلام کی عملی تعلیم بھی اپنے مریضوں کے سامنے پیش کرتے جس سے ان کے مریض بے حد متاثر ہوتے۔ غرباء کا علاج خدمت خلق کے جذبہ سے کرتے۔ جس کے نتیجہ میں کثرت سے مریض ان کے پاس آتے۔

ڈاکٹر صاحب محترم سچ بات کہنے میں بہت بہادر تھے۔ مخاطب خواہ چھوٹا ہو یا بڑا نہایت احسن رنگ میں حقیقت اس کے سامنے پیش کر دیتے تھے۔ بات کرنے والا محتاط رنگ میں گفتگو کرتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب بفضلہ تعالیٰ موصی تھے۔ اپنا اور اپنی بیگم صاحبہ کا حصہ جائداد اپنی زندگی میں ادا کر دیا تھا۔

اپنی زندگی میں اپنی اولاد کی ذمہ داریوں سے باحسن طریق سبکدوش ہونے کی سعادت پائی اور اپنے سب بیٹوں اور بیٹیوں کو خوشحال چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی ساری اولاد کی تعلیم تربیت پر دل کھول کر خرچ کیا اور ہر ایک کو اعلیٰ تعلیم دلائی۔ ان کے لئے دن رات دعائیں بھی کیں۔ اولاد بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی پائی جو اپنے باپ کی غیر معمولی عزت احترام اور خدمت کرنے والی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ڈاکٹر صاحب کی طبیعت میں استغناء اس قدر تھا کہ وہ اپنی اولاد پر بار بننا گوارا نہیں کرتے تھے۔ ان کے ایک عزیز نے مجھے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب کو اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے بیماری کے ایام میں یہ احساس ہو گیا تھا کہ اب زندگی کے ایام تھوڑے باقی رہ گئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی محفوظ شدہ رقم پندرہ ہزار روپیہ اپنے پاس رکھوا لی ان کی بیماری کے آخری ایام میں علاج معالجہ ان کی تجہیز و تکفین کے اخراجات اور اس کے بعد ان کی بیگم صاحبہ کا ربوہ تا کراچی کی واپسی کا خرچ عین اس رقم کے برابر تھا۔

میں نے ڈاکٹر صاحب کی سب اولاد کو جن میں ان کے داماد اور بہو بیٹیاں بھی شامل ہیں بہت مؤدب اور ڈاکٹر صاحب کی خدمت گزار پایا۔ ڈاکٹر صاحب کی آخری بیماری میں خصوصاً جو خدمت ان کی اس سب اولاد نے کی ہے وہ میرے جیسے شخص کیلئے نمونہ ہے وفات پر وصیت کے مطابق ڈاکٹر صاحب کی نعش کو ربوہ پہنچایا۔ جہاں مقبرہ بہشتی میں ان کو آخری آرام گاہ نصیب ہوئی۔ وفات کے وقت ڈاکٹر صاحب کی تمام اولاد ڈاکٹر صاحب کے پاس موجود تھی۔ سوائے چھوٹے لڑکے چوہدری رفیع احمد کے جو امریکہ میں تھے۔ وفات کے معاً بعد وہ بھی کراچی پہنچ گئے۔

آخری بیماری میں جب میں ملاقات کیلئے گیا تو ان کے داماد نعیم الدین خان صاحب نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب کو تکلیف زیادہ ہے ان کی بات

سن کر مجھے احساس ہوا کہ ایسی حالت میں ملاقات اُن کو مزید تکلیف پہنچانے کا موجب ہوگی۔ لیکن آپ کی بیٹی محترمہ ڈاکٹر آصفہ نے کہا ابا سے ضرور ملاقات کریں اس ملاقات سے ان کی طبیعت پر بہت اچھا اثر ہوگا۔ چنانچہ میں ڈاکٹر صاحب کے کمرہ میں چلا گیا۔ ڈاکٹر صاحب پلنگ پر لیٹے تھے بے حسی کا اثر زبان پر بھی تھا۔ بات نہیں کر سکتے تھے اس کے باوجود انہوں نے اپنا بایاں ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھایا۔ اُس وقت ان کے جذبات کی جو کیفیت تھی۔ اسے میں پوری طرح محسوس کر رہا تھا۔ اور میرے لئے اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا بھی مشکل ہو گیا تھا۔ وہ شفیق بزرگ جو گزشتہ ملاقاتوں کے وقت تمام باتوں کو تفصیل سے بیان کرنے کے عادی تھے۔ اس ملاقات میں اپنے آپ کو بے بس پا رہے تھے۔ سوائے دعا کے کچھ نہیں کر سکتے تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنا ہے

انصار اللہ اس کی تربیت کے ذمہ دار ہیں۔

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سالانہ اجتماع انصار اللہ پر خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اپنے عمل سے انصار اللہ ہونے کا ثبوت دیں۔ خود ہی خدمت دین اور دین کی خاطر قربانیاں کرنے والے عہد پر مضبوطی سے قائم نہ ہوں۔ بلکہ اس عزم اور ارادہ سے کام کریں کہ وہ نسلاً بعد نسلٍ اور اولاد در اولاد اس جذبہ کو زندہ رکھتے چلے جائیں گے۔ اور آنے والی نسلوں کو اس یقین پر قائم کرتے چلے جائیں گے کہ انہوں نے اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنا ہے۔"

ہمارے انصار اللہ بھائیوں کو چاہیئے کہ سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کے مذکورہ بالا ارشاد کے پیش نظر اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کے لئے تحریک جدید کے مالی جہاد کے میدان میں ترقی اور رفعتوں کے حصول کے لئے خود بھی اور اپنی اولادوں اور نسلوں کو اس یقین کے ساتھ تیار کرتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔

(قائد تحریک جدید مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

خوشی کی تقاریب

سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"خوشی کی مختلف تقاریب پر مسجد فنڈ (تعمیر مساجد ممالک بیرون پاکستان) کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور دیتے رہنا چاہیئے"۔

چنانچہ اس ارشاد کے تحت:

۱۔ نکاح اور بیاہ شادی پر ۲۔ لڑکے لڑکی کی پیدائش پر
۳۔ امتحانات میں کامیابی پر ۴۔ نئے مکان کی تعمیر پر۔
۵۔ عہدہ میں ترقی یا انعام پانے پر۔

غرض مومن کو چاہیئے کہ اپنی ہر خوشی میں

غرض مومن کو چاہیئے کہ اپنی ہر خوشی کے موقع پر خانہ خدا کی تعمیر و وسعت کے لئے تحریک جدید کے فنڈ میں کچھ نہ کچھ ادا فرمائیں تا کہ حضور رضی اللہ عنہ کی سکیم کے مطابق ممالک بیرون میں مسجدیں تعمیر کروائی جاتی رہیں۔ اور اس میں حصہ لینے والوں کو صدقہ جاریہ کا ثواب ملتا رہے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

درخواست ہائے دعا

۱۔ والدم صوفی دین محمد صاحب بفضلہ تعالیٰ رو بصحت ہیں۔ مگر کمزوری زیادہ ہے۔ احباب کرام شفائے کاملہ و عاجلہ کے دعا فرمائیں (مبشر احمد۔ احمدیہ دار الشفاء گوجرانوالہ)

۲۔ میری والدہ کافی عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد شفا بخشے۔

(تنویر احمد ناصر ڈاد۔ چوہڑکانہ منڈی۔ ضلع شیخوپورہ)

۳۔ مکرم چوہدری احمد خان صاحب بھٹی آف چک ۳۰ جنوبی ضلع سرگودھا کے لڑکے عزیزم نصر احمد اور ان کے بھتیجے بشارت احمد ایک سنگین مقدمہ میں ماخوذ ہیں۔ باعزت بریت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ناصر احمد معلم وقف جدید۔ چک ۳۳ جنوبی سرگودھا۔)

عطیہ جات برائے دار الاقامۃ النصرۃ ربوہ

(۲)

مکرم سردار غلام محمد مصطفیٰ صاحب	کمالس	۵۔۰۰	روپے
" سید اقبال حسین شاہ صاحب آف نیروبی		۶۰۔۰۰	روپے
" حوالدار ناصر احمد صاحب (از طرف والد صاحب مرحوم)		۲۲۔۰۵	روپے
" سید محمود احمد صاحب کراچی نمبر ۳۳		۵۰۔۰۰	روپے
" فضل الرحمٰن صاحب	سرائے نورنگ	۲۰۔۰۰	روپے
" چوہدری کریم احمد صاحب	کراچی نمبر ۳۳	۱۵۔۰۰	روپے
مکرمہ رشیدہ اعجاز صاحبہ	منگلا چھاؤنی	۱۰۔۰۰	روپے
مکرم پروفیسر سردار محمد رانا صاحب	شکر گڑھ	۱۰۔۰۰	روپے
مکرمہ بیگم صاحبہ شیخ ارشد علی صاحب مرحوم ایڈووکیٹ سیالکوٹ		۱۰۔۰۰	روپے
مکرم محمد حنیف صاحب سیکرٹری مال دار العلوم غربی ربوہ		۱۔۰۰	روپے
" میاں عبد الحق صاحب رامہ	ربوہ	۵۔۰۰	روپے
مکرمہ بشریٰ بشیر صاحبہ جامعہ نصرت	ربوہ	۱۰۔۰۰	روپے
مکرم ملک عبد الرب صاحب	ربوہ	۲۔۰۰	روپے
" شیخ محمد یعقوب صاحب	سیالکوٹ	۱۵۔۰۰	روپے
مکرمہ سیدہ فرخندہ شاہ صاحبہ پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ		۵۔۰۰	روپے
مکرم گلزار محمد صاحب دفتر خزانہ	ربوہ	۵۔۰۰	روپے
دفتر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ	ربوہ	۱۰۔۰۰	روپے
مکرمہ بدر النساء خانم صاحبہ	کراچی	۱۴۔۰۰	روپے
مکرم ملک صفدر علی خان صاحب	کراچی	۵۔۰۰	روپے
مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب	کراچی	۱۱۔۰۰	روپے
" شیخ رفیع احمد صاحب	کراچی	۱۱۔۷۵	روپے
" ڈپٹی محمد حسین صاحب	کراچی	۱۔۰۰	روپے
" عبد المجید صاحب	کراچی	۱۰۔۰۰	روپے
" چوہدری منور احمد صاحب	کراچی	۱۰۔۰۰	روپے
" رشید احمد صاحب صابر	کراچی	۲۰۔۵۶	روپے
" نعیم احمد وسیم صاحب	کراچی	۱۔۰۰	روپے
" مظفر احمد صاحب	کراچی	۱۔۰۰	روپے
مکرمہ والدہ سلیمان صاحب	کراچی	۱۵۔۰۰	روپے
مکرم غلام حسین صاحب	پسرور	۲۔۰۰	روپے
" ڈاکٹر فیروز الدین صاحب	دار الصدر	۲۵۔۰۰	روپے
" نواب زادہ محمد امین صاحب	بنوں	۲۵۔۰۰	روپے
" سمیع اللہ مبارک صاحب	سیرالیون	۱۰۰۔۰۰	روپے
" محمد امین صاحب	اوکاڑہ	۱۴۔۴۰	روپے
" محمد شریف صاحب سیکرٹری مال۔ ٹیکسلا		۲۵۔۴۰	روپے
" چوہدری نور الدین صاحب ساہیوال		۳۰۔۰۰	روپے
" عبد الستار صاحب سیکرٹری مال دار الرحمت شرقی ربوہ		۱۔۰۰	روپے
" شیخ محمد یوسف صاحب لائل پور		۳۹۔۲۵	روپے
" محمد رشید ارشد صاحب	نوشہرہ چھاؤنی	۲۵۔۰۰	روپے
" ڈاکٹر غلام محمد صاحب سیکرٹری مال مظفر گڑھ		۱۰۔۰۰	روپے
" حکیم مرغوب اللہ صاحب شیخوپورہ		۲۵۔۰۰	روپے
" محمود عالم صاحب	سدھڑکی	۵۔۰۰	روپے
" رانا مبارک احمد صاحب	بہاولپور	۵۔۰۰	روپے
سیکرٹری محمدہ	ضلع جہلم	۲۔۰۰	روپے
مکرمہ امۃ العزیز ادریس صاحبہ	لجنہ اماء اللہ مقامی	۵۔۰۰	روپے
مکرم شیخ اعجاز احمد صاحب	لاہور	۱۔۰۰	روپے
" یو۔ اے۔ محمد مخدوم صاحب	لاہور	۱۔۰۰	روپے
" منیر منصور صاحب	لاہور	۵۔۰۰	روپے

(باقی)

افراد کی طاقت کا صحیح استعمال اور آئندہ نسل کی صحیح تربیت

قوموں کو زندہ رکھنے کا ایک حتمی اور یقینی ذریعہ ہوتا ہے

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورہ الشعراء کی آیت وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"پھر فرماتا ہے وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ اے محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جو لوگ تیری بات مان لیا کریں اُن کے ساتھ ہمیشہ نیک برتاؤ کر تاکہ تیرے حسنِ سلوک کی وجہ سے وہ اور بھی زیادہ اسلام کے گرویدہ ہو جائیں اور ان کی تربیت کا ہمیشہ خیال رکھ تاکہ اُن کی طاقت سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھایا جا سکے۔

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح دریا نکلتے اور بہتے چلے جاتے ہیں لیکن نا اہل قومیں اُن سے فائدہ اٹھانے کی بجائے صرف اتنا نقصان اٹھاتی ہیں کہ دریا کی طغیانیوں سے اُن کے دیہات غرق ہو جاتے ہیں یا اُن کی زمینیں بیکار اور بنجر ہو جاتی ہیں یا زیادہ سے زیادہ لوگ اتنا فائدہ اُٹھا لیتے ہیں کہ دریاؤں سے مچھلیاں پکڑ لیتے ہیں لیکن جو عقلمند اور ذہین قومیں ہوتی ہیں وہ ان سے نہریں نکالتی اور بنجر زمینوں کو آباد کرتی ہیں اور اس طرح اربوں ارب روپیہ کماتی ہیں۔ اسی طرح اگر افراد کی صحیح تربیت کی جائے اور ان کے اندر جذبۂ قربانی پیدا کیا جائے تو اُن کی طاقت سے اتنا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے کہ قوم ترقی کے میدان میں کہیں کی کہیں نکل جاتی ہے۔ درحقیقت پرانی نسل کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے جیسے کسی چشمہ یا دریا کا منبع۔ لیکن نئی نسل کی مثال ایسی ہوتی ہے جیسے ایک نالہ اور اس سے اگلی نسل کی مثال ایسی ہوتی ہے جیسے ایک چھوٹا دریا اور پھر اس سے اگلی نسل کی مثال ایسی ہوتی ہے جیسے ایک بڑا دریا۔ اور پھر اس سے اگلی نسل کی مثال ایسی ہوتی ہے جیسے ایک بڑا سمندر۔ چشمہ سے پانی پینے کے لئے ہمیں خود چشمہ پر جانا پڑتا ہے لیکن نالہ جوش و خروش سے گھروں کے پاس سے گذرتا ہے اس کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ پھر جب وہ ایک چھوٹا دریا بن جاتا ہے تو صرف یہی نہیں کہ وہ گھروں کے پاس بہتا ہے بلکہ اور زیادہ پھیل کر وہ گھروں کے قریب آجاتا ہے۔ پھر جب وہ چھوٹا دریا وسیع ہوتا ہے تو اور بھی زیادہ گھروں کے پاس سے گذرتا ہے اور اس کے زمین میں جذب ہونے یا ریت میں غائب ہونیکا کوئی اندیشہ نہیں رہتا۔ وہ پہاڑیوں اور ٹیلوں پر سے کودتے اور ریتوں پر سے بہتے ہوئے سمندر کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے اور جب وہ دریا سمندر بن جاتا ہے تو ساری زمینوں کے کنارے اس سے ملنے لگ جاتے ہیں اور کوئی حصہ زمین بھی ایسا نہیں رہتا جو اس سے متصل نہ ہو۔ اسی طرح جب جماعت کے افراد کی صحیح تربیت کی جائے اور اگلی نسلوں میں قربانی اور ایثار اور فدائیت کا زیادہ سے زیادہ جذبہ پیدا کیا جائے تو وہ دُنیا میں امن کے قیام کا ایک بہت بڑا ذریعہ ثابت ہوتے ہیں۔ دُنیا کا ایٹم بم جو یورینیم دھات سے بننے والی ایک چیز ہے دُنیا کی تباہی اور بربادی کا ایک مہلک ہتھیار ہے لیکن افرادِ جماعت کی طاقت کو صحیح استعمال کرنا اور آئندہ نسل کے اندر جذبۂ قربانی پیدا کرنا اور اس کی صحیح تربیت کرنا قوموں کو زندہ رکھنے کا ایک حتمی اور یقینی ذریعہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس طرح ہر فرد کے دل میں یہ احساس قائم رہتا ہے کہ دُنیا کو فتح کرنے اور اسلام کو دوسرے ادیان پر غالب کرنے کے لئے میری ذاتی جد و جہد کی بھی ضرورت ہے۔ یہی نکتہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بتایا ہے کہ تیرے دو طریق ہونے چاہئیں۔ ایک مخالفین کے ساتھ اور ایک موافقین کے ساتھ۔ مخالفین کے ساتھ تو تیرا یہ طریق ہونا چاہیئے کہ تو اُن کو ڈرا جن میں تیرے رشتہ دار بھی شامل ہیں اور جو ایسے راستہ پر چل رہے ہیں۔ جو اُن کے لئے نقصان دہ ہے۔ لیکن اس کے علاوہ تیرا دوسرا کام یہ بھی ہے کہ تُو مومنوں کی تربیت کرے۔ ان میں سے کئی ایسے ہیں جو تیرے رشتہ دار نہیں مگر وہ تیرا حکم مانتے اور تیری اطاعت کرتے ہیں"

(تفسیر سورۃ الشعراء صفحہ ۴۷۶-۴۷۷)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک وقفِ زندگی اور لجنات اماء اللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فضل عمر رضی اللہ عنہ وقفِ زندگی کے متعلق فرماتے ہیں:-

"میرے نزدیک اس کی ایک حد تک ذمہ داری لجنہ اماء اللہ پر بھی ہے۔ اگر لجنہ اماء اللہ دین کی ضرورتوں اور وقف کی اہمیت کو اچھی طرح عورتوں کے ذہن نشین کرا دے تو سال کے اندر اندر جس طرح کہتے ہیں کہ زمین نے اپنا کلیجہ نکال کر باہر رکھ دیا ہے اسی طرح عورتیں بھی اپنا کلیجہ نکال کر باہر رکھ دیں۔ عورتوں کا کلیجہ اولاد ہوتی ہے اگر مائیں اپنے لڑکوں کو زندگی وقف کرنے اور دوسرے دینی کاموں میں حصہ لینے کی تحریک کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت زیادہ نوجوان اپنے آپ کو وقف کرنے لگ جائیں۔"

(الفضل ۳۰ جنوری ۱۹۴۶ء)

لجنات اماء اللہ کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی کے ارشاد کے مطابق دین کی ضرورتوں اور وقفِ زندگی کی اہمیت کو آپ اپنے حلقہ کی عورتوں کے ذہن نشین کرائیں تاکہ مائیں اپنے لڑکوں کو زندگی وقف کرنے کی تحریک کریں اور زیادہ سے زیادہ میٹرک پاس نوجوان اپنے آپ کو وقف اور اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کے لئے جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے پیش کر سکیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

انصار اللہ کی رکنیت

اگر آپ خدام الاحمدیہ کے مستعد ممبر رہے ہیں اور اب آپ کی عمر چالیس سال ہو گئی ہے تو یقیناً اب آپ چاہیں گے کہ انصار اللہ کے بھی مستعد ممبر بنیں اللہ تعالیٰ آپ کے ارادے میں برکت دے اور آپ کو حقیقی معنوں میں انصار اللہ کا ممبر بننے کی توفیق دے۔ آمین

آپ اپنی جماعت کی مجلس انصار اللہ کے سیکرٹری تجنید کو ضرور اطلاع دیں کہ اب آپ کی عمر چالیس سال ہو گئی ہے۔

(قائد تجنید مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

چندہ تحریک خاص لجنہ اماء اللہ

(حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

جلسہ سالانہ ۱۹۶۸ء کے موقع پر یہ تحریک کی گئی تھی۔ جس کے مقاصد اپنی بہنوں کے سامنے وضاحت سے رکھ دیئے گئے تھے اس تحریک پر ڈھائی سال کا عرصہ گذر رہا ہے لیکن ابھی تک صرف ایک لاکھ چھہتر ہزار چھیاسی روپے چندہ جمع ہوا ہے اور اتنی کم رقم کے ساتھ ہم تعمیر کا کام شروع نہیں کر سکتے ماہ گذشتہ میں صرف تین ہزار چھ سو اکاون روپے وصولی ہوئی ہے چندہ کی یہ رفتار بہت کم ہے۔ عہدہ داروں کو اس چندہ کی طرف خصوصیت سے توجہ کرنی چاہیئے اور ہر بہن کو اس میں شمولیت کی دعوت دینی چاہیئے۔ آپ کی بزرگ خواتین نے لجنہ اماء اللہ کی ترقی کے لئے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں اب آپ کی قربانی کا زمانہ ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ ان کے نقش قدم پر چلیں۔ اور وقت کی ضرورت کی اہمیت کے مدنظر جس قربانی کا آپ سے مطالبہ کیا جائے اس میں فراخدلی سے حصہ لیں۔

پتہ درکار ہے

دفتر ہذا کو مکرم سید نذیر احمد صاحب وصیت نمبر ۱۴۶۰۳ ولد سید بہادر شاہ صاحب کا موجودہ پتہ درکار ہے انہوں نے چک ۲۷۸/H.R P.O فورٹ عباس ضلع بہاولنگر سے وصیت کرائی تھی اور دار الرحمت وسطی ربوہ میں بھی رہتے رہے ہیں اگر کسی دوست کو ان کا موجودہ پتہ معلوم ہو یا وہ خود یہ اعلان پڑھیں تو فوری طور پر دفتر ہذا کو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)